Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹیلیفون ۴۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر: مسعود احمد دہلوی

جلد ۷۰ | اتوار ۲۹ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ ۔ ۳۰ ظہور ۱۳۶۰ ہش ۔ ۳۰ اگست ۱۹۸۱ء | نمبر ۱۹۷

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۔ ۲۷ ظہور / اگست ۔ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز آجکل کراچی میں قیام فرما ہیں حضور کی صحت کے بارے میں جناب امیر صاحب مقامی محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب کی خدمت میں آمدہ ۲۴ ظہور کی اطلاع مظہر ہے کہ

"طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے" الحمد للہ

احباب کرام التزام اور توجہ سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے ہمارے جان سے پیارے آقا کو ہر لمحہ اپنی تائید و نصرت سے نوازے اور حامی و ناصر ہو ۔ آمین ؛

حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت ہائی بلڈ پریشر اور کمزوری کی وجہ سے ناساز ہے ۔

احباب کرام التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ موصوفہ کو صحت کامل عطا کرے اور اپنے فضلوں رحمتوں اور برکتوں سے نوازتا رہے ۔ آمین ؛

اگر انسان نے اپنے خالقِ حقیقی کو شناخت نہ کیا تو اُس کی تباہی کا دن قریب ہے

آخری زمانہ میں آنیوالی عظیم تباہی سے خدا کے انبیاء ہزاروں سال سے اہلِ دُنیا کو خبردار کرتے چلے آرہے ہیں

احبابِ جماعت! انسانیت کی محبت اور غمخواری میں حقیقی امن کا پیغام پہنچانے میں کوتاہی نہ کریں!

مدراس سے تامل زبان میں شائع ہونے والے ماہوار رسالے "راہِ امن" کے دس سال پورے ہونے پر سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کا پیغام

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر انسان نے اپنے خالق حقیقی کو شناخت نہ کیا اور اس کی سرکشی بڑھتی چلی گئی تو انسانیت کی تباہی کا دن قریب ہے ۔

حضور نے احبابِ جماعت کو تلقین فرمائی ہے کہ وہ انسانیت کی محبت اور غمخواری میں اپنے فرائض کی ادائیگی میں کسی لمحہ کوتاہی نہ کریں ۔

حضور ایدہ اللہ نے ان قیمتی خیالات کا اظہار مدراس (بھارت) سے تامل زبان میں شائع ہونے والے ماہانہ رسالے "راہ امن" کے دس سال پورے ہونے پر ایک پیغام میں کیا ہے ۔ یہ رسالہ احمدیہ مسلم مشن مدراس کے زیر اہتمام شائع ہو رہا ہے آجکل اس کے ایڈیٹر مبلغ انچارج مکرم مولوی محمد عمر صاحب ہیں ۔ یہ رسالہ علمی حلقہ میں ایک مقبول مقام حاصل کر چکا ہے اور صرف تامل ناڈو میں ہی نہیں بلکہ شری لنکا میں اس رسالے کو اپنوں اور غیروں میں عزت کا ایک مقام حاصل ہے ۔

رسالے کے ایڈیٹر صاحب کی درخواست کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ نے رسالے کے دس سال پورے ہونے پر جو پیغام ارسال فرمایا ہے ۔ اس کا مکمل متن درج ذیل ہے ۔

"مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ ماہنامہ "راہِ امن" انسانیت اور حقیقی اسلام کی خدمت و اشاعت کے دس سال پورے کر چکا ہے ۔

عہد حاضر میں ایک عظیم فریضہ کی ادائیگی ہمارے سپرد کی گئی ہے تباہی کی طرف جانے والی انسانیت کو اس راہ سے روکنا اور حقیقی امن کی طرف راہ نمائی کرنا ہمارا فرض ہے ۔ اپنی وسعت اور اپنی اہمیت کے لحاظ سے یہ کوئی معمولی کام نہیں ہے آنے والی عظیم تباہی سے خدا کے انبیاء ہزاروں سال سے اہلِ دنیا کو خبردار کرتے چلے آرہے ہیں ۔ موجودہ دور میں حضرت بانی جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی ..... کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ایک بار پھر یہ خبر دی ہے کہ اگر انسان نے اپنے خالق حقیقی کو شناخت نہ کیا اور اس کی ناشکری اور سرکشی بڑھتی چلی گئی تو انسانیت کی تباہی کا دن قریب ہے ۔

رحمۃ للعالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کے نتیجہ میں ہمارا فرض ہے کہ ہم انسانیت کی محبت و غمخواری میں اپنے فرض کی ادائیگی میں کسی لمحہ کوتاہی نہ کریں ۔ حقیقی امن اور سلامتی کا ضامن صرف ہی ہے اور موثر رنگ میں اس کی درست تعمیر کی اشاعت ہر زبان ، ہر ملک اور ہر قوم میں ازبس ضروری ہے

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے فرائض کی ادائیگی کی کما حقہ توفیق عطا فرمائے ۔ تا یہ دنیا حقیقی امن کا گہوارہ بن جائے ۔ آمین ....."

[منقول از ہفت روزہ بدر قادیان ۱۳ اگست ۱۹۸۱ء صفحہ ۶]

رسالہ "راہ امن" کا آغاز ۱۹۷۱ء میں ہوا ، اس کے ذریعے سے تامل زبان بولنے والے علاقوں تامل ناڈو ، شری لنکا ، برما اور سنگاپور تک کے ہزاروں افراد کو احمدیت کا پیغام پہنچانے اور غلط فہمیاں دور کرنے اور اس طرح سے بہتوں کو احمدیت کی آغوش میں لانے کی توفیق مل رہی ہے ۔ جہاں دیگر رسالے مسائل جدیدہ سے منہ موڑے بیکار بحثوں میں الجھے ہوئے تھے وہاں اس رسالے نے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالےٰ کے خطبات کے ذریعے تمام مسائل جدیدہ کا حل پیش کیا ۔ حضرت اقدس کے روح پرور ملفوظات کے علاوہ آپ کی تین تصانیف فتح اسلام ، لیکچر لاہور اور کشتی نوح کے تراجم اس میں قسط وار چھپتے رہے ۔ بعد میں یہ کتابیں تامل زبان میں علیحدہ علیحدہ بھی شائع ہوئیں ۔ نیز حضرت مصلح موعود کی مایۂ ناز تصنیف دیباچہ تفسیر القرآن کے نصف اوّل کا تامل ترجمہ قسط وار شائع ہوتا رہا بعض جماعتوں نے اس رسالے کے مضامین کو پمفلٹ کی صورت میں چھاپ کر شائع کیا ۔

اس رسالے کے دس سال پورے ہونے پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے بھی پیغام بھیجا ہے جس میں آپ نے اس رسالے کی دس سالہ خدمات کو سراہا ہے ۔ آپ کے پیغام کا مکمل متن درج ذیل ہے ۔

"اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے رسالہ راہ امن کو یہ فخر حاصل ہے کہ یہ اپنے علاقہ میں نورِ حق پھیلانے کی خاطر مشکلات کا

(باقی صفحہ پر)

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ

۳۱ اگست کو یاد رکھئے

برادرانِ محترم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ، صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ کی ادائیگیوں کا نصف وقت ۳۱ اگست ۱۹۸۱ء کو پورا ہو رہا ہے ۔ اس وقت تک آپ کی طرف سے کل وعدہ کا کم از کم ½ ضرور ادا ہو جانا چاہیئے ۔ اس کا پورا خیال رکھیں !

جزاکم اللہ احسن الجزاء

(خاکسار سیکرٹری صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ)

پبلشر: مسعود احمد پرنٹر: سید عبدالحی مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ مقام اشاعت: دفتر روزنامہ الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

قیمت ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۲۹ شوال ۱۴۰۱ھ

۳۰ ظہور ۱۳۶۰ ہش

حقیقی ایمان باللہ اور اس کی انقلاب انگیز تاثیر

اللہ تعالےٰ نے اس امر کو قرآن مجید میں بہ تکرار بیان کیا ہے کہ کوئی شخص از خود اپنی کوشش سے نیک نہیں بن سکتا۔ نیکی کرنے کی اسے ہی توفیق ملتی ہے اور نیک وہی بن سکتا ہے کہ جسے خدا تعالےٰ نیک بنائے چنانچہ اللہ تعالےٰ مومنوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے:۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ (النور آیت ۲۲)

ترجمہ:۔ اگر اللہ کا فضل اور رحم تم پر نہ ہوتا تو کبھی بھی تم میں سے کوئی پاکباز نہ ہوتا لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے پاکباز بنا دیتا ہے اور اللہ بہت دعائیں سننے والا اور بہت جاننے والا ہے۔

اس آیت سے تین باتیں واضح ہوتی ہیں۔ اوّل یہ کہ کوئی شخص اللہ تعالےٰ سے بے نیاز ہو کر از خود نیک نہیں بن سکتا۔ دوسرے یہ کہ اللہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل اور رحم کا مورد بنا کر اسے نیک اور پاکباز بنا دیتا ہے۔ تیسرے یہ کہ اللہ اسے ہی نیک بناتے کا فیصلہ کرتا ہے جو حقیقی نیکی اور تقوےٰ کے حصول کے لئے اس کی جناب میں جھکتا اور اس سے اس کے فضل اور رحم کا طالب ہوتا ہے۔

حقیقی نیکی کے حصول کا یہ ایک ایسا بنیادی اصول ہے کہ جس میں تخلف کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس سے دو اور دو چار کی طرح ایک بات یہ ثابت ہوتی ہے کہ حقیقی نیکی کے حصول کے لئے بنیادی طور پر اللہ تعالےٰ کی ہستی اور اس کی غیر محدود صفات اور طاقتوں پر دل سے ایمان لانا ضروری ہے کیونکہ جب تک کوئی شخص اس کی ہستی اور اس کے قادر مطلق ہونے پر ایمان نہیں لائے گا وہ اس سے اس کے فضل اور رحم کا بھی کبھی طالب نہیں ہوگا۔ ایسی صورت میں اس کے حقیقی معنوں میں نیک بننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوگا۔

بہت سے لوگ دنیا میں ایسے ہیں اور فی زمانہ ایسے ہی لوگوں کی دنیا میں کثرت ہے جو اللہ پر سرے سے ایمان ہی نہیں رکھتے اور جو رکھتے بھی ہیں ان کا ایمان بالعموم محض رسمی اور اسمی قسم کا ہوتا ہے وہ اس گمان میں ہوتے ہیں کہ وہ اپنے خود ساختہ فلسفہ اخلاق پر عمل پیرا ہو کر نیک بن سکتے ہیں۔ اس کے لئے خدا کے آگے جھکنے اور اس سے توفیق طلب کرنے کی ضرورت نہیں۔ مغرب کی مادی تہذیب کے پروردہ اور اس کے دلدادہ اسی مسلک کے قائل ہیں اور مذاہب عالم میں سے علی الخصوص مروجہ بدھ مت کے پیرو بھی اسی مسلک پر عمل پیرا ہیں کیونکہ وہ خدا تعالےٰ کی ہستی اور روح کے سرے سے قائل ہی نہیں ہیں۔ ان کا مذہب تمام تر بعض اخلاقی اصولوں کے بے روح فلسفہ سے ہی عبارت ہے۔ ایسے تمام لوگ سوسائٹی کے وضع کردہ اصولوں پر کسی نہ کسی حد تک عمل پیرا ہوتے ہوئے بعض نیک اعمال بجالانے کی ضرور کوشش کرتے ہیں اور کچھ نہ کچھ نیک اعمال بجالا بھی رہے ہوتے ہیں۔ بایں ہمہ حقیقی نیکی سے ان کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا اور فی الحقیقت وہ نیک نہیں ہوتے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایک ہی وقت میں بعض نیک اعمال بجالانے کے ساتھ ساتھ بعض گناہ بھی کر رہے ہوتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی نیکیاں ان کی بدیوں کی تلافی کر رہی ہیں حالانکہ یہ ان کی بہت بڑی بھول ہوتی ہے۔ کیونکہ حقیقی معنوں میں نیک بننے کے لئے پہلے بدیوں سے مخلصی ضروری ہے۔ جب تک بدیوں کے عمداً ارتکاب کا کلی طور پر سدباب نہ ہو انسان کو اس وقت تک حقیقی معنوں میں نیکیاں بجالانے کی توفیق نہیں مل سکتی اور وہ صحیح معنوں میں نیک نہیں بن سکتا۔ ایسے لوگ جو جان بوجھ کر بدیوں کا ارتکاب بھی کر رہے ہوں اور ساتھ کے ساتھ بعض نیک افعال بھی بجالا رہے ہوں وہ حقیقی معنوں میں نیک کیسے ہو سکتے ہیں چند نیکیاں بجالا کر ان کا اپنے آپ کو نیک سمجھنا نفس کا ایک بہت خطرناک دھوکا ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ایسے غلط خوردہ لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ (النساء آیت ۵۰)

ترجمہ:۔ کیا تجھے ان لوگوں کا حال معلوم نہیں جو اپنے آپ کو پاک قرار دیتے ہیں (ان کا یہ حق نہیں) بلکہ اللہ جسے پسند کرتا ہے اسے پاک قرار دیتا ہے اور ان پر کھجور کی گٹھلی کی لکیر کے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اس سے ظاہر ہے کہ نیک بننے کے لئے اوّل تو بنیادی طور پر اللہ تعالےٰ کی ہستی اور اس کی قدرت کاملہ پر ایمان لانا ضروری ہے تاکہ انسان خشیت الٰہی کے زیر اثر گناہوں کے ارتکاب سے بچ سکے اور اسے نیکیاں بجالانے کی توفیق مل سکے دوسرے اللہ تعالےٰ کی ہستی پر ایمان لاتے اور اس کی دی ہوئی توفیق سے نیک اعمال بجالانے کے باوجود ایسے مومنوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ کبھی اپنے نفسوں کو پاک قرار نہ دیں بلکہ ہمیشہ گناہوں سے بچنے اور نیکیاں بجالانے کی خدا تعالےٰ سے توفیق طلب کرتے رہیں اسی لئے اللہ تعالےٰ نے مومنوں کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ۝ (النجم آیت ۳۳)

ترجمہ:۔ پس اپنی جانوں کو پاک مت قرار دو متقیوں کو اللہ ہی خوب جانتا ہے

دراصل حقیقی ایمان باللہ کے نتیجہ میں گناہوں سے بچنے اور نیکیاں بجالانے کی توفیق انسان کو اس لئے ملتی ہے کہ اسے ہر وقت یہ احساس رہتا ہے کہ میرا علام الغیوب خدا مجھے دیکھ رہا ہے۔ میری ہر حرکت اور سکون ہر وقت اس کی نگاہ میں ہے وہ دل کے خیالات اور ارادوں اور سینے میں پوشیدہ رازوں تک سے واقف ہے۔ اس سے کوئی بات پوشیدہ رہ ہی نہیں سکتی۔ یہ احساس اسے گناہوں کے قریب نہیں جانے دیتا اور اسے نیکیاں بجالانے کی توفیق ملتی چلی جاتی ہے۔ حقیقی نیکی کی توفیق کے لئے حقیقی ایمان باللہ کی اس اہمیت کو سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے بہت پُر معارف انداز میں واضح فرمایا ہے۔ ہم حضور اقدس کے اس ارشاد پر ہی اپنی ان معروضات کو ختم کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"حقیقی نیکی کے واسطے یہ ضروری ہے کہ خدا کے وجود پر ایمان ہو کیونکہ مجازی حکام کو یہ معلوم نہیں کہ کوئی گھر کے اندر کیا کرتا ہے اور پس پردہ کسی کا کیا فعل ہے۔ اور اگرچہ کوئی زبان سے نیکی کا اقرار کرے مگر اپنے دل کے اندر وہ جو کچھ رکھتا ہے اس کے لئے اس کو مواخذہ کا خوف نہیں اور دنیا کی حکومتوں میں سے کوئی ایسی نہیں جس کا خوف انسان کو رات میں اور دن میں، اندھیرے میں اور اجالے میں، خلوت میں اور جلوت میں، ویرانے میں اور آبادی میں، گھر میں اور بازار میں ہر حالت میں یکساں ہو۔ پس درستیٔ اخلاق کے واسطے ایسی ہستی پر ایمان کا ہونا ضروری ہے۔ جو ہر حال اور ہر وقت میں اس کی نگران اور اس کے اعمال اور افعال اور اس کے سینہ کے بھیدوں کی شاہد ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۱۳)

عبادت

الوہیت، مقامِ لامکاں ہے
عبودیت، عروجِ بندگاں ہے
عبادت، نقطۂ معراجِ مومن
کہ اُس کی سجدہ گہہ ہفت آسماں ہے

(عبدالمنان ناہید)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قسط ۴

حصولِ علم کی راہیں

مکرم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم۔اے ربوہ

تسلسل کیلئے دیکھیں الفضل ۱۶ر اگست ۱۹۸۱ء

کامل حصول کیلئے لمبی مدت کی ضرورت

طالبانِ علم کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ان کے علمی وجود و شخصیت کا نشوونما و ارتقاء ان کے جسمانی نشوونما کے متوازی و مشابہ ہے۔

ایک بچہ ہر روز مختلف قسم کی غذائیں کھاتا اور انہیں جزو بدن بنا کر آہستہ آہستہ اپنے قدجسم اور توانائی میں ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ مگر کوئی شخص دو متصل دنوں میں اس زیادتی و ترقی کو محسوس نہیں کر سکتا۔ اسی طرح انسان بتدریج تواتر کے ساتھ علمی غذاؤں کو جزو ذہن بناتے ہوئے اپنے علمی وجود کی نشوونما کرتا چلا جاتا ہے مگر اس ترقی کا احساس نمایاں طور پر ایک مدت مدید کے بعد ہی ہوتا ہے۔ اسی لئے مدارس اور یونیورسٹیوں نے دو سالہ یا سہ سالہ مدت کے بعد علمی ترقی کو جانچنے کے لئے امتحانات رکھے ہوتے ہیں۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے علوم سیکھنے کے لئے ذہانت و فطانت۔ قوتِ حافظہ اور عقل کی نعمتیں عطا کی ہیں وہ سکھائے جانے پر ہی ان قوتوں کے ذریعہ آہستہ آہستہ مختلف چیزیں سیکھتا چلا جاتا ہے اور ایک لمبے عرصہ کے بعد ہی کمال حاصل کرتا ہے۔ اس کے برخلاف دوسری مخلوق میں عقل اور ارادہ کی بجائے INSTINCT یعنی غیر ارادی شعور یا سمجھ بوجھ ہوتی ہے ایک پرندہ کا بچہ پیدائش کے بعد جلد ہی اس فطرتی شعور کی بناء پر اپنے والدین کی طرح حرکات شروع کر دیتا ہے اور بہت جلد ہی اپنی بلوغت کو پہنچ جاتا ہے انسان کا بچہ جسمانی قویٰ کے لحاظ سے ۱۸-۱۹ سال میں اور روحانی قویٰ کے لحاظ سے قریباً ۴۰ سال یا اس سے زائد عرصہ میں اپنی مضبوطی کو پہنچتا ہے چنانچہ انسان کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

وَ لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ
وَ بَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً
(پارہ ۲۶ احقاف: ۱۶)

یعنی جب انسان اپنی ذہنی و روحانی قویٰ کی مضبوطی کی عمر کو پہنچتا ہے۔ اور چالیس سال کا ہو جاتا ہے تو...

.....

پس بعض طلباء کی یہ خواہش کہ بہت قلیل مدت میں وہ سارا علم حاصل کر لیں یا جس نصاب کے لئے اہل علم و تجربہ۔ ماہرین نے دو سال کی مدت رکھی ہے اس کو ایک مہینہ میں یا چند دنوں میں پڑھ لیں اور یاد کر لیں۔ بالکل ایک غیر فطری خواہش ہے۔ علم ہمیشہ آہستہ آہستہ ایک مدت مدید میں ہی جذب کیا جاتا ہے۔ ایسے طلباء کی مثال تو اس کشتی کرنے والے پہلوان کی ہے جو مقررہ دنگل سے صرف ایک دن قبل دس پندرہ سیر گھی پی جائے اور ساری رات ڈنٹر پیلتا رہے تا کہ اس کے جسم میں یکدم توانائی پیدا ہو جائے۔ توانائی تو الگ رہی۔ اس حرکت سے وہ مہلک بیماری کا شکار ہو سکتا ہے

تعلیم الاسلام کالج جب لاہور میں ڈی۔اے۔او کالج کی بلڈنگ میں تھا تو خاکسار کی رہائش گاہ بالاخانہ کالج کیمپس کے وسط میں طلبہ کے کمروں کے اوپر تھی۔ ایک دفعہ رات کے تین چار بجے ایک طالبعلم کی چیخوں کی آواز سن کر خاکسار نیچے اترا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک طالبعلم جس کا امتحان اگلی صبح کو آٹھ بجے شروع ہونا تھا۔ بندش پیشاب کے عارضہ میں مبتلا ہو کر کراہ رہا ہے جو ادویہ بھی دستیاب ہو سکیں وہ اس طالب علم کو دی گئیں مگر اس کی تکلیف میں کوئی فرق بھی تو پیدا نہ ہو سکا۔ مگر صبح ہونے پر جب نو بجے کا وقت گذر گیا اور اس طالب علم کی بیماری اور امتحان سے غیر حاضری و رخصت کے بارے میں میڈیکل سرٹیفکیٹ حاصل کر لیا گیا تو اس کا پیشاب خود بخود جاری ہو گیا یہ کیا بات ہوئی؟ بات دراصل یہ تھی کہ اس طالب علم۔ واقف زندگی نوجوان نے طبعی طریق کے مطابق امتحان کی تیاری نہیں کی تھی عین امتحان کے دن سے چند روز قبل جو اس نے محنت شاقہ شروع کی تو اس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور اس نے محسوس کیا کہ پاس ہونا اب اس کے بس کا روگ نہیں رہا۔ اُدھر اسے اپنی بدنامی کا شدید خوف پیدا ہوا۔ واقف زندگی ہونے کی حیثیت سے وہ امام وقت کے سامنے بھی جواب دہ تھا کہ سلسلہ سے وظیفہ لینے کے باوجود کیوں باقاعدہ محنت نہیں کی؟۔ تب اس کے لاشعور نے مذکورہ بالا علاج تجویز کیا جس سے اگرچہ اسے جسمانی تکلیف بہت ہوگی لیکن بدنامی اور جواب طلبی کا خوف جاتا رہا۔ علم النفس کی اصطلاح میں اس لاشعوری عمل کو اغلباً Conversion Hysteria کہا جاتا ہے۔

بظاہر یہ بیماری اس کے لاشعور (Un-conscious mind) کی پیدا کردہ تھی۔ جب میڈیکل سرٹیفکیٹ مل گیا بدنامی اور فضیحت کا خوف دُور ہو گیا تو بیماری ختم ہو گئی۔ مگر یہ بھی تو ممکن ہے کہ کسی شخص میں اس لاشعوری عمل سے پیدا ہونے والی جسمانی بیماری مہلک اور جان لیوا ثابت ہو۔ پس انسان کیوں اُس راستہ پر گامزن ہو جو اس قدر دکھ۔ تکلیف اور ہلاکت یا اس کے مقابل پر ذلت و رسوائی اور ناکامی کے امکانات سے پُر ہو؟ عقلمندی اسی میں ہے کہ طبعی طریق پر ہر روز انسان اپنی علمی اور ذہنی توانائی اور قوت میں اضافہ کرتا چلا جائے یہاں تک کہ ایک معیّن مدت میں وہ کسی درجۂ کمال کو حاصل کر لے۔ عقلمندی اسی میں ہے کہ انسان گاہے گاہے خود اپنا محاسبہ کرتا رہے کہ وہ آیا جسمانی۔ ذہنی۔ اخلاقی اور روحانی قوتوں میں ترقی کر رہا ہے یا تنزل؟ کمی یا تنزل کی صورت میں اسکے اسباب پر غور کرے اور ان کا تدارک کرے۔ روحانی میدان میں ایسا محاسبہ تو بہت ہی ضروری ہے جیسا کہ ہمارے سیدنا حضرت اقدس (اللہ تعالیٰ کی لاکھوں کروڑوں رحمتیں اور برکات آپ پر نازل ہوں) فرماتے ہیں کہ۔

"چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا"

(کشتی نوح صـ۱۷)

حصولِ علم کے سلسلہ میں بھی گاہے گاہے اپنا جائزہ لیتے رہنا ضروری ہے کہ ہم نے کس قدر ترقی کی۔ قطرات ہی جمع ہو کر دریا کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ اسی طرح ہر آن علم کو خواہ تھوڑا ہی ہو اپنے اندر جذب کرتے چلے جانا چاہیئے۔ دنیا میں زندہ جاوید ہونیوالی ہستیاں دنوں اور مہینوں کی نہیں منٹوں اور لمحات کی حفاظت کرتی ہیں تا کہ قیمتی زندگی کا ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہو بلکہ مفید کاموں میں خرچ ہو۔ علم کے میدان میں راہِ سلوک پر چلتے چلتے آخر ایک منزل جذب بھی آجاتی ہے جب خدا تعالیٰ علم کے خزانوں کا منہ ایسے سالکوں کے لئے کھول دیتا ہے اور اپنے دستِ احسان و قدرت کو لمبا کر کے ایسے لوگوں کو علم کی رفعتوں کی طرف کھینچ لیتا ہے۔ مگر یہ سلوک اُنہی سے کیا جاتا ہے جو پہلے سالک راہ بنتے ہیں۔ دیکھئے ہمارے سیدنا حضرت اقدس (اللہ تعالیٰ کی دائمی برکات و رحمتیں ہمیشہ آپ پر نازل ہوتی رہیں) کو اللہ تعالیٰ نے ایک رات میں چالیس ہزار عربی مادے سکھلا دیئے اور آپ کو عربی زبان کی تحریر میں طبعی روانی اور فصاحت و بلاغت عطا کی گئی

اس مضمون میں قبل ازیں ذکر کیا گیا ہے کہ ہمارے بزرگ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب بالقابہ نے تعلیم الاسلام کالج قادیان دارالامان میں انگریزی زبان میں دو گھنٹے ایک شاندار تقریر کی تھی۔ تقریر کے نصف حصہ میں یہ مضمون بیان کیا تھا کہ ہمارے طلباء کی حصول علم کے میدان میں سستی کی ایک وجہ ملیریا کا زہر بھی ہے جس سے جگر خراب ہو کر ہر وقت ایک سستی کی کیفیت انسان پر وارد رہتی ہے۔ اس لئے ہمارے ملک میں جو ملیریا کے زیر اثر رہتا ہے ضروری ہے کہ ہر ہفتہ کوئی نہ کوئی ملیریا کی دوائی مارچ سے شروع کر کے نومبر تک استعمال کی جائے۔ تقریر کے دوسرے حصہ میں آپ نے یہ بیان فرمایا تھا کہ کس طرح روزانہ مشق کر کے بتدریج آپ نے انگریزی زبان میں روانی اور قدرت حاصل کی ہے اور وہ طریقہ یہ تھا کہ کسی زبان کی تحریر کا اردو میں ترجمہ کر کے پھر اس ترجمہ کی ہوئی عبارت کا واپس اُسی اصل زبان میں ترجمہ کرنا (دو تین دن کے وقفہ کے بعد)۔ پھر اصل عبارت سے اپنی عبارت کا موازنہ کر کے اپنی عبارت کی اغلاط و سُقم کا جائزہ لینا۔ اور آخر میں پھر تصحیح شدہ عبارت کو خوشخط کر کے لکھنا۔ انگریزی میں اس طریق کو Translation & Re-Translation کہا جاتا ہے۔ انگریزی عربی فارسی بلکہ ہر زبان میں قدرت اور مہارت پیدا کرنے کے لئے یہ طریق نہایت مفید اور آزمودہ ہے۔ شرط اس میں یہی ہے کہ انسان ایک لمبی مدت تک استقلال کے ساتھ روزانہ نصف گھنٹہ صرف کر کے مشق کرتا چلا جائے انہیں علمی ترقی کا اگلے ہی دن احساس نہ ہوگا مگر سال کے بعد انسان اپنے اندر بہت نمایاں ترقی محسوس کرے گا۔ پس حصولِ علم کے میدان میں ایک لمبی مدت میں بتدریج نشوونما حاصل کرنا ضروری ہوتا ہے۔

جو ایسا نہیں کرتے اور اپنے اوقات عزیز کو ضائع کرنے کی قبیح عادت میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو آہستہ آہستہ ان کی ساری عمر ہی گذر جاتی ہے اور وہ کفِ افسوس ملتے رہ جاتے ہیں کہ افسوس اتنے لمبے عرصہ میں ہم نے کچھ بھی تو حاصل نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایسے لوگوں کا ذکر کیا ہے جنہیں لمبی عمر دی جاتی ہے مگر وہ اس میں بزرگی اور شرف کو حاصل نہیں کرتے اور آخر میں یوم حساب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے وقت اپنے ہاتھ کاٹتے اور کفِ افسوس ملتے ہیں مگر ؎

اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ فِيهَا رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ ۚ أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ ۖ فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ ۝

(پ ۲۲ فاطر: ۳۸)

یعنی جب یوم جزاء کے وقت سزا یافتہ لوگ چیخ و پکار بلند کریں گے (تو وہ کہیں گے) کہ اے ہمارے رب ہمیں اس آگ سے نکال دے تو ہم نیک اور مناسب حال اعمال بجا لائیں گے اور سابقہ بدعملیوں کو نہیں دہرائیں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں فرمائے گا:۔ کہ کیا ہم نے تمہیں اتنی لمبی عمر نہیں دی تھی جس میں ایک شرف اور رفعت کے حصول کا طالب نصیحت حاصل کر سکتا تھا۔ پھر تمہارے پاس (غلط کاموں اور ان کے بدانجام سے) ہوشیار کرنے والے بھی تو آئے تھے (مگر تم نے ان کی باتوں کی طرف کان نہ دھرے) پس (اب یہ) عذاب چکھو کہ بے محل اور بے موقعہ کام کرنے والے ظالموں کا کوئی بھی مددگار نہیں ہوا کرتا۔

پس ہمیں اپنی اس عمر کو اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت متصور کرتے ہوئے اس کے ایک ایک لمحے کو ضائع ہونے اور بے محل کاموں میں صرف ہونے سے بچا کر۔ انہیں شرف اور ترقی کا ذریعہ بننے والے مفید کاموں میں ہی صرف کرنا چاہیئے جو شخص بھی ایسا نہیں کرے گا وہ یوم حساب کے وقت کف افسوس ہی ملے گا اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس بدانجام سے بچائے آمین

ضیاع وقت کا ایک عام ذریعہ غلط قسم کے دوستوں کے ساتھ بے مقصد گپ شپ بھی ہے یہ عادت خطرناک ہے اور بالآخر عمر عزیز کو ضائع کر دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس عادت قبیح کا بھی بطور خاص ذکر فرمایا ہے۔ ہمارے عزیز طلبہ ان تمام امور کو خاص طور پر نوٹ کر لیں جو اس آیت کریمہ میں بیان ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ۝ إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ ۝ فِي جَنَّاتٍ يَتَسَاءَلُونَ ۝ عَنِ الْمُجْرِمِينَ ۝ مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ۝ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ۝ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ ۝ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ۝ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ۝ حَتَّىٰ أَتَانَا الْيَقِينُ ۝ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ۝

(پ ۲۹ - المدثر ۳۹ - ۴۹)

یعنی ہر جان (یوم جزاء کے وقت) اپنے کئے ہوئے کاموں کے بدلے میں رہن ہوگی (یعنی ان کے بدانجام سے آزاد نہ ہو سکے گی) سوائے دائیں طرف والے لوگوں کے کہ وہ جنتوں میں ہوں گے اور مجرموں سے سوال کریں گے کہ تمہیں کون سے امور دوزخ کی طرف لے گئے؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم نماز پڑھنے والوں میں شامل نہیں ہوا کرتے تھے (اس سے نماز باجماعت کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔ ہر کامیابی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل دعا سے جذب کیا جاتا ہے اور مقبول دعاؤں کا بہترین اور بلند ترین مقام نماز باجماعت ہی ہے مگر یہ ایک الگ مضمون ہے ناقل) اور نہ ہم مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے اور بے ہودہ اور فضول باتیں کرنے والوں کے ساتھ مل کر بے حکمت باتیں کیا کرتے تھے اور ہم اس بات پر یقین نہیں رکھتے تھے کہ آخر ایک یوم جزاء آنے والا ہے (ایسا ہی ہوتا رہا) یہاں تک کہ ہمیں موت آگئی۔ پس ایسے لوگوں کو سفارش کرنے والوں کی شفاعت فائدہ نہیں دے گی۔

پس ہمارے عزیز طلبہ وطالبات کو فضول گپوں میں وقت ضائع کرنے والوں کی صحبت سے تو لازماً دور بھاگنا چاہیئے۔ ہمارے سیدنا حضرت اقدس (اللہ تعالیٰ کی برکات و رحمت کی شآبیب ہمیشہ آپ پر برستی رہیں) فرماتے ہیں:۔

"جو شخص بد رفیق کو نہیں چھوڑتا جو اس پر بد اثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے"۔ (کشتی نوح)

طالب علمی کے زمانے میں بالخصوص سکول اور کالج کے زمانے میں نقصان وخسران سے دوچار ہونے والے طلبہ عموماً سب سے بڑھ کر غلط قسم کے اور فضول گپوں کی عادت رکھنے والے دوستوں کے ہاتھوں سے نقصان اٹھاتے ہیں۔ بڑے بڑے ذہین اور نیک خاندانوں کے نونہال غلط دوستوں کی بدولت تباہ ہوتے دیکھے گئے ہیں۔ والدین کو بھی خاص کوشش ونگرانی نیز دلسوز دعاؤں کے ذریعہ اپنے بچوں کو برے دوستوں کے شر سے بچانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اپنے بچوں کو اپنے گھروں میں واقعات سنا سنا کر بتانا چاہیئے کہ کس طرح برے دوست بچوں کو تباہ کر دیتے ہیں۔ نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری زندگیوں کو ہر رنگ میں کامیاب وکامران کرنے کے لئے قرآن کریم کی صورت میں ایک نسخۂ کیمیا یا کامل ہدایت نامہ ہمیں عطا فرمایا ہے۔ اس کو پڑھنے اور بذریعہ کوشش، عزم صمیم نیز عاجزانہ دعا اس پر عمل کرنے سے نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر قدم مارنے سے ہی انسان زندگی میں کامیاب ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ سے دعائیں کر کے اور کوشش سے نیک دوست حاصل کرنے چاہییں اور والدین کو اسی طریق سے اپنے بچوں کے لئے نیک دوست تلاش کرنے چاہییں کیونکہ قدرت میں خلاء نہیں ہوتا جہاں ملائکہ صفت دوستوں سے اور رحمت کے فرشتوں سے تعلق قائم نہیں ہوگا وہاں شیطان سیرت دوست اور شیاطین اپنا تعلق جوڑ کر انسان کو تباہ کر دیں گے۔ پھر ایسے لوگ مصیبت کے وقت کام نہیں آتے بلکہ انسان کو بے یار و مددگار چھوڑ کر اپنی راہ لیتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ۝ يَا وَيْلَتَىٰ لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ۝ لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي ۗ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا ۝ وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ۝

(پ ۹، الفرقان: ۲۸ - ۳۱)

یعنی یوم جزاء میں بے موقعہ اور بے محل کام کرنے والے (یہ ظالم کا ترجمہ ہے) اپنے ہاتھ کاٹیں گے اور کفِ افسوس ملیں گے کہ کاش ہم رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نمونہ پر قدم مارتے۔ وائے بدبختی کاش ہم فلاں شخص کو دوست نہ بناتے۔ اس نے ہمیں ترقی اور شرف کے ذرائع سے ہٹا کر گمراہ کر دیا۔ جبکہ ان ذرائع کا مجموعی تذکرہ قرآن کریم۔ الذکر کی صورت میں ہمارے پاس آتا تھا اور شیطان سیرت دوست ایسے وقت میں انسان کو بے یار و مددگار چھوڑ کر علیحدہ ہو جایا کرتے ہیں۔ تب خدا کا رسول فرمائے گا کہ اے میرے ربّ میری قوم کے ان افراد کی تباہی کا سبب یہ ہوا کہ انہوں نے اس عظیم الشان ہدایت نامہ یعنی قرآن کریم کو پسِ پشت ڈال رکھا تھا۔ نہ اس کو پڑھا نہ ترجمہ سیکھا نہ اس کے مطالب و مضامین پر آگہی حاصل کی اور نہ ہی اس پر عمل کر کے فائز المرام ہوئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو، ہمارے عزیز طلبہ کو قرآن کریم میں مذکورہ ان تمام باتوں کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

مذکورہ بالا تمام اصولوں کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے طلبہ کو قرآن کریم کو اپنی زندگیوں کا اوڑھنا بچھونا اور دستور العمل بنانا چاہیئے۔ سارے مفید اصول قرآن کریم میں بیان ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے سیدنا حضرت اقدس کو (اللہ تعالیٰ کی شآبیب رحمت دائمی طور پر آپ پر نازل ہوتی رہیں) مخاطب کر کے فرمایا کہ

"اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ" (الوصیت)

یعنی تمام بھلائیاں اور برکات قرآن کریم میں ہیں اسی کو حرزِ جان بنانے سے کامیابیاں ہمارے قدم چومیں گی۔ اپنی جماعت کو قرآن کریم کے نور سے منور کرنے اور جواہرِ فرقانیہ سے مالا مال کرنے کے لئے ہی ہمارے امامِ ہمام حضورِ انور نے (اللہ تعالیٰ کی دائمی تائیدات و نصرتیں آپ کے شاملِ حال رہیں) ایک عظیم الشان تعلیمی منصوبہ جماعتِ احمدیہ میں جاری فرمایا ہے۔ خدا کرے کہ ہم سب قرآن کریم کو اپنی زندگیوں کا دستور بنائیں۔ ہماری ہر قسم کی ضرورت قرآن کریم سے ہی پوری ہوگی۔ صحیح روحانی علم اور دیگر صحیح علوم کی طرف رہنمائی اور سب ضروریاتِ حقہ کا بیان قرآن کریم میں موجود ہے جیسا کہ سیدنا حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

اس موقعہ پر والدین کو یہ توجہ دلانی بھی ضروری ہے کہ وہ خود بھی قرآن کریم کے علوم و مطالب سے واقف ہونے سے غفلت نہ کریں اور نہ ہی اپنی اولادوں کو غافل رہنے دیں ورنہ قرآن کریم کے بغیر یقینی ہلاکت کا سامنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے سیدنا حضرت اقدس (اللہ تعالیٰ کی شآبیب رحمت دائمی طور پر آپ پر برستی رہیں) کو مخاطب کر کے فرمایا کہ:۔

مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا۔ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ نَبْتَلِیْہِ بِذُرِّیَّۃٍ فَاسِقَۃٍ مُلْحِدَۃٍ یَمِیْلُوْنَ اِلَی الدُّنْیَا وَلَا یَعْبَدُوْنَنِیْ شَیْئًا۔

(تذکرہ طبع ثانی)

جو شخص قرآن سے کنارہ کرے گا ہم اس کو ایک خبیث اولاد کے ساتھ مبتلا کریں گے جن کی ملحدانہ زندگی ہوگی وہ دنیا پر گریں گے اور میری پرستش سے ان کو کچھ بھی حصہ نہ ہوگا (یعنی ایسی اولاد کا انجام بد ہوگا اور توبہ اور تقویٰ نصیب نہ ہوگا)

(ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی صفحہ ۶

(باقی صفحہ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن خدا نما ہے خدا کا کلام ہے
بے اُس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے

(مکرم میاں غلام رسول صاحب اعوان۔ بلاک دی (۷) ڈیرہ غازیخان)

دُنیا دار الحجب ہے۔ کچھ آشکار ہے اور کچھ مخفی ہے۔ اللہ تعالیٰ خود نہاں در نہاں ہستی ہے اس کے ملائکہ بھی نظر نہیں آتے اور نہ اُس کے رسولوں پر کسی نے وحی کو اترتے دیکھا ہے۔ اس لئے وہ بھی ایک حد تک محجوب ہوتے ہیں۔ نہ جنت اور دوزخ کو کسی نے دیکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مومن کی بڑی صفت یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ ہے۔ قرآن کریم بھی وحی کے ذریعہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ مطہر پر اترا لیکن بصیرت سے عاری دنیا ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں اور اُس کے کلام کا انکار کرتی آئی ہے۔ دنیا پر انبیاء کی سچائی اور خدا کے کلام کی صداقت مخفی رہی ہے اس صداقت کو قبول کرنے کی سعادت صرف ان لوگوں کو حاصل ہوئی جو قلبِ مطہر رکھتے تھے یا جن کو بصیرت حاصل تھی۔ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ "یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ وَ ھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ" (الاعراف ع ۲۴) کہ اے نبی لوگ تیری طرف دیکھتے تو ہیں مگر اُن کو نظر نہیں آتا۔ یہی وجہ ہے کہ ابوجہل، ابولہب، عتبہ، شیبہ کے قسم کے لوگوں کو سرکارِ دو عالم کا وجود نظر نہ آیا مگر ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ رضی اللہ عنہم وغیرہ نے پہچان لیا۔ اسی طرح مشرکینِ مکہ نے قرآن سے انکار کیا اور کہا کہ یہ خدا کا کلام نہیں۔ یہ خود بناتا ہے یا دوسرے لوگ اس کی مدد کرتے ہیں "وَ اَعَانَہٗ عَلَیْہِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ" (الفرقان) افسوس ہے اندھی دُنیا کو اس کلام میں کوئی خوبی، کوئی قدرت نظر نہ آئی۔ اگر نظر آئی تو سراپا عیب اور نقائص۔ لہٰذا وہ لوگ استہزاء اور تمسخر میں اور بھی بڑھ گئے اور قرآن کا یہ قول پورا ہوا "یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّ یَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا" (البقرہ ع ۳)

لیکن سنّت اللہ یہی ہے کہ اس کا ہر کام پردہ میں ہوتا ہے۔ اگر پردہ کھل جائے تو ایمان کی کوئی قیمت نہ رہے۔ اسی لئے فرمایا کہ "اِنَّہٗ لَقُرْاٰنٌ کَرِیْمٌ۔ فِیْ کِتٰبٍ مَّکْنُوْنٍ۔ لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ" (الواقعہ ع ۳) کہ یہ قرآن پوشیدہ کتاب ہے اور اس کے مطالب تک وہی پہنچتے ہیں جو قلبِ مطہر رکھتے ہیں۔ پس جہاں دشمنانِ اسلام پر اس کتاب کا حُسن مخفی رہا وہاں اکثر مسلمانوں نے بھی اس کی حقیقی خوبیوں پر اطلاع نہیں پائی اور بعض جگہ اس کے مطالب سمجھنے میں دھوکہ کھایا ہے۔ قرآن مجید تو ہدایت کے لئے بھیجا گیا تھا۔ یہ ہر خوبی کا سرچشمہ تھا۔ اس میں انسان کی رہبری اور بھلائی کے لئے تمام ضروری باتیں تھیں۔ جسمانی، روحانی اور اخلاقی ترقی کے لئے ہدایات تھیں۔ خدا تعالیٰ کا عبد بننے اور اس کا قرب حاصل کرنے کے طریق تھے مگر غافل انسان نے اس طرف توجہ نہ کی اور اسے مہجور چھوڑ دیا۔ اور دنیا کی طرف متوجہ ہو گیا۔ قیامت کے روز سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی امت کے بعض افراد کا گلہ کریں گے اور کہیں گے خدایا میں نے ان کو تیری ہدایات سنائیں۔ محبت بھرا پیغام پہنچایا مگر افسوس ہے انہوں نے بجائے اس کے کہ ممنون ہوتے۔ بجائے اس کے کہ وہ اس مژدۂ جانفزا سن کر سربسجود ہو جاتے اور اپنی اصلاح کر لیتے اور تیرے قرب کی راہیں تلاش کرتے اسے مہجور چھوڑ دیا اور اس کی کوئی پرواہ نہ کی اور دنیا کمانے کی طرف مشغول ہو گئے (وَ قَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا (الفرقان)) ذرا غور کرو کہ اس دُکھ اور درد بھرے شکوہ میں کتنا سوز پنہاں ہے جو ایک عقلمند اور بصیرت رکھنے والے انسان کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے۔

پھر یہ بھی یاد رکھو کہ قرآن کریم انسان کے لئے ضابطۂ حیات ہے۔ اس میں زندگی بسر کرنے کے لئے مکمل ہدایات ہیں۔ یہ غیر متبدل ہیں اور ان میں کبھی ترمیم کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ ان پر عمل کر کے انسان آسودہ اور امن کی زندگی بسر کر سکتا ہے۔ ان سے ہٹ کر اگر انسان تمدنی زندگی کے قوانین بنائے گا تو اس میں نقص ہوں گے کیونکہ انسان سراسر خیر نہیں۔ خیر اور شر کا مجموعہ ہے۔ اپنی کامیابی کا رستہ خود متعین نہیں کر سکتا جس نے اسے بنایا ہے وہی اس کی فطرت سے واقف ہے اور وہی اس کا راستہ متعین کرے گا۔ مشین بنانے والا ہی اس کی صحیح کارکردگی کے طریقے بتلائے گا ورنہ مشین صحیح کام نہ دے گی۔ یہی وجہ ہے کہ انسان نے قرآنی تعلیمات سے ہٹ کر جو قوانین تمدن کے لئے بنائے ہیں وہ سب ناکام ہیں اور فساد پر منتج ہوئے ہیں۔ ہر وقت ان میں ترمیمات بھی ہوتی رہتی ہیں لیکن بے سود۔ دنیا اب تباہی کے کنارے کھڑی ہے اور اگر معاملہ یونہی رہا تو تباہی یقینی نظر آتی ہے۔ اللہ رحم فرمائے۔

پھر قرآن کریم میں صرف ہدایات ہی نہیں۔ اس نے ان ہدایات کی حکمتیں بھی بیان کر دی ہیں۔ کوئی حکم بغیر حکمت کے نہیں دیا چاہے ہماری سمجھ میں آئے یا نہ۔ اگر انسان ان پر عمل کرے گا اور ان کے مطابق اپنی زندگی گزارے گا تو اسے دُنیا و آخرت میں حیاتِ طیبہ ملے گی اور وہ خدا تعالیٰ کے سامنے سرخرو ہو کر اس کے فرمانبردار بندوں میں شامل کر دیا جائے گا۔ غرض قرآن انسان کی دنیوی زندگی میں پوری پوری رہنمائی کرتا ہے اور ہر شعبۂ زندگی کے متعلق ہدایات دیتا ہے۔ تمدن ہو، معاشرت، معیشت، اخلاقیات اور عبادات ہوں سب کے متعلق ہدایات ہیں۔ روزمرہ کی زندگی کے متعلق قرآن کہتا ہے کہ چال دھیمی رکھو۔ اکڑ کر نہ چلو۔ زبان سے اچھی بات کہو۔ جھوٹ نہ بولو۔ جھوٹی گواہی نہ دو۔ غیبت نہ کرو۔ تہمت نہ لگاؤ۔ عیب چینی نہ کرو۔ بُرے نام سے نہ پکارو۔ بدظنی نہ کرو۔ ایک دوسرے پر سلام کہو۔ درگزر کرو۔ غصہ نہ کرو۔ احسان کرو بلکہ ایثار سے کام لو۔ مخلوق کی خدمت کرو۔ پھر لین دین کے متعلق کہتا ہے کہ دھوکہ نہ دو۔ کم نہ تولو۔ چوری نہ کرو۔ بدعہدی نہ کرو۔ سود سے پر سودا نہ کرو۔ کسی کا حق نہ مارو۔ ظلم نہ کرو۔ سود نہ لو۔ پھر شادی اور طلاق کے متعلق ہدایات ہیں۔ دیندار عورت سے شادی کرو۔ بیوی سے احسان کا سلوک کرو اسے مہمانِ عزیز سمجھو۔ اگر جدائی ضروری ہو تو احسان کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ پھر والدین کے حقوق بتائے کہ ان کی عزت اور خدمت کرو درشت کلامی نہ کرو۔ پھر بچوں، رشتہ داروں اور ہمسایوں کے متعلق کہا کہ ان کے حقوق کو نگاہ رکھو۔ دل آزاری نہ کرو۔ وراثت کے قوانین بتائے کہ مرنے والے کا ترکہ اتنا اتنا حقداروں کو ملے۔ پھر اجر اور مزدور کے متعلق ہدایات کہ دونوں ایک دوسرے کے حقوق کی نگہداشت کریں حاکم اور محکوم کے متعلق ہدایات کہ حاکم منصف اور عادل ہو اور رعایا حاکمِ وقت کی اطاعت گزار۔ پھر عبادات کے متعلق کہا کہ خدا کے حقوق پوری طرح اور وقت پر ادا کئے جائیں۔ عبادت اس رنگ میں ہو کہ بشاشت قائم رہے۔ راہبانہ زندگی سے منع کر دیا۔ خالق کی یاد ہر وقت دل میں رہے اور ذکرِ الٰہی عام مشغلہ اور دعا انسان کا اوڑھنا اور بچھونا۔

غرض زندگی کا کوئی ایک پہلو بھی ایسا نہیں کہ قرآن کریم نے واضح ہدایات نہ دی ہوں۔ بتاؤ کہ ایسی حسین تعلیم کا مقابلہ کوئی اور مذہب یا کتاب کر سکتی ہے۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ پھر یہ بھی ہے کہ قرآن تمام حکمتوں اور معارف کا جامع ہے۔ اس میں ایسے علوم بھرے ہوئے ہیں جو ہر زمانہ میں ضرورت کے مطابق کھلتے جائیں گے اور خلقت اس سے فائدہ اٹھائے گی۔ اسی لئے قرآنی آیات پر تدبّر کا حکم ہے۔ نیز قرآن روحانی بیماریوں کے لئے شفا ہے۔ فرمایا "فِیْہِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ" (نحل ع ۹) اس کی روزانہ تلاوت نفس کا تزکیہ کر کے روح کو تازگی بخشتی ہے۔ خوش الحان قاری سے قرآن سُننا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے فرشتے اس کی حمد گا رہے ہیں روح وجد میں آجاتی ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی آیات اب نازل ہو رہی ہیں۔ حضرت سالم رضی اللہ عنہ خوش الحان قاری تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے قرآن سُن کر آبدیدہ ہو جایا کرتے تھے اور ان کے حق میں بہت دعا کیا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹی بھی لحنِ داؤدی رکھتے تھے۔ جب قرآن پڑھتے تو سننے والے وجد میں آجاتے۔ ایک انگریز C.D نے اُن سے قرآن سُننے کی خواہش ظاہر کی تو اس کی یہ خواہش پوری کر دی گئی۔ وہ سُنتا رہا اور سر دُھنتا رہا۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن بندے کے نام اس کے ربِّ محسن کا ایک خط ہے جو اس کی ہدایت اور کامیاب زندگی کے لئے آیا ہے۔ جب کسی کے پاس اس کے محسن دوست۔ عزیز اور رشتہ دار کا خط آجاتا ہے تو وہ اسے غور سے پڑھتا ہے اور مطلب سمجھتا ہے اور اگر وہ خود نہ پڑھ سکتا ہو تو دوسروں سے پڑھواتا ہے اور اس وقت تک اسے چین نہیں آتا جب تک کہ وہ اس کا مطلب نہ سمجھ لے۔ بندے کے نام اس کے رب کا خط آیا ہو اور وہ اس سے بے رغبت ہو، اس کی طرف توجہ نہ کرے نہ پڑھے نہ سمجھنے کی کوشش کرے حالانکہ وہ اس کی بھلائی کے لئے ہو تو اس کی محرومی اور بدقسمتی پر جتنا ماتم کیا جائے کم ہے۔ یاد رکھو کہ یہی قرآن ہے جو ہر مسلمان کے ایمان کا مصدّق یا مکذّب ہے۔ اگر چاہتے ہو کہ قرآن تمہارے خلاف گواہی نہ دے تو اس کو وہی مرتبہ دو جو اس کا حق ہے اور اس پر پورا پورا عمل کرو اور قرآنی سانچہ میں ڈھل جاؤ اور تمہارا معاملہ "قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن" والا بن جائے۔ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ کو تو قرآن سے عشق تھا اور اسے کعبہ سمجھتے تھے۔ فرماتے ہیں ؎

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

اور پھر اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

اے عزیزو سنو کہ بے قرآں
حق کو پاتا نہیں کبھی انساں
جس کو اس نور کی خبر ہی نہیں
اُس پہ اُس یار کی نظر ہی نہیں

پس یاد رکھو کہ جماعتِ احمدیہ اس لئے کھڑی کی گئی ہے کہ وہ دُنیا میں قرآن کی عظمت کو قائم کرے قرآن کی حکومت کو دلوں میں بٹھائے اور خود قرآنی تعلیمات پر عمل کر کے اپنے اندر اتنی کشش پیدا کرے کہ نوعِ انسانی اسلام کی طرف خود بخود کھنچی چلی آئے۔ ؎

حُسنِ کردار سے قرآں مجسم ہو جا
کہ تجھے ابلیس بھی دیکھے تو مسلماں ہو جائے

(مصلح موعود)

"یہ دُنیا چند روزہ ہے لیکن اس کے لئے وہ وہ کوششیں کی جاتی ہیں گویا کبھی یہاں سے جانا ہی نہیں۔ انسان کیسا غافل اور ناسمجھ ہے کہ علانیہ دیکھتا ہے کہ یہاں کسی کو قیام نہیں لیکن پھر بھی اس کی آنکھ نہیں کھلتی۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۴۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ساہیوال میں پندرہ روزہ تربیتی اجتماع انصاراللہ

جماعت احمدیہ ساہیوال کی تعلیمی و تربیتی بیداری کے لیے مکرم ڈاکٹر عطاء الرحمٰن صاحب امیر جماعت ساہیوال و ناظم صاحب انصاراللہ نے مقامی مجلس عاملہ کے مشورہ سے پندرہ روزہ تربیتی پروگرام بنایا جس کے مطابق روزانہ مسجد احمدیہ میں بعد نماز مغرب تربیتی تقاریر ہوتی رہیں۔ خدا کے فضل سے انصار، خدام، اطفال سب بڑے شوق سے شامل ہو کر مستفیض ہوتے رہے اور اس طرح یہ پروگرام جو کہ ۲۴ اپریل سے شروع ہو کر ۸ مئی تک جاری رہا۔ بہت کامیاب رہا۔ اس میں امیر صاحب مقامی کے علاوہ مکرم میاں محمد عمر صاحب ایڈووکیٹ مکرم میجر منظور احمد صاحب مکرم چوہدری غلام احمد صاحب ایڈووکیٹ مکرم محمد عاشق صاحب سیکرٹری مال۔ مکرم محمد مستقیم صاحب، مکرم چوہدری ناصر احمد صاحب بسرا ایڈووکیٹ مکرم پروفیسر محمد طفیل صاحب اور مکرم عبدالمنان شاہد مربی سلسلہ نے بھرپور حصہ لیا اور مختلف تربیتی اور تبلیغی عناوین پر تقاریر کیں۔ تقاریر کے بعد سوالات کا موقع بھی دیا جاتا جو سامعین کے لیے بہت مفید ثابت ہوتا الغرض یہ پروگرام بہت دلچسپ اور کامیاب رہا۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کے نیک نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔

(نظامت مجلس انصاراللہ ضلع ساہیوال)

کوہاٹ میں مجلس سوال و جواب کا انعقاد

مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۸۱ء کو مکرم بزرگوارم ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ و پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ اور مکرم برادرم ہادی علی چوہدری صاحب مربی سلسلہ پشاور، کوہاٹ تشریف لائے۔ خطبہ جمعہ میں مکرم ہادی علی صاحب چوہدری نے باہمی الفت و محبت اور اتفاق کی تلقین کی۔ احباب کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ ان ہردو علماء کرام کی تشریف آوری سے مستفید ہونے کے لئے اگلے روز ۱۵ اگست کو سوال و جواب کی ایک مجلس کا انعقاد ہوا۔ شام ۵-۳۵ (پانچ بجکر پینتیس منٹ) پر قرآن کریم کی تلاوت سے آغاز ہوا جو خاکسار نے کی اس کے بعد ایک طفل لطف الرحمٰن ابن مکرم منیر احمد صاحب (ایس ڈی او) سیکرٹری مال نے نظم "ہم احمدی بچے ہیں کچھ کر کے دکھا دیں گے" پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ مکرم ملک صاحب نے ابتداء میں جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف فرمایا بعدہٗ بڑے مؤثر رنگ میں کچھ سوالوں کے جواب دیئے۔ اس کے بعد مکرم برادرم ہادی علی چوہدری صاحب نے بڑے مدلل اور دل نشیں انداز میں حاضرین کے سوالوں کے جواب دیئے۔ جس سے غیر از جماعت دوست بہت متاثر ہوئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک

سوال و جواب کے بعد حاضرین کی مشروبات سے تواضع کی گئی۔ اس دوران مکرم ہادی علی صاحب تبلیغی گفتگو کرتے رہے۔ فجزاھما اللہ احسن الجزاء۔

یہ مجلس شام ۷-۱۵ تک جاری رہی۔ دعا پر یہ مجلس اختتام کو پہنچی۔ دعا مکرم بزرگوارم ملک سیف الرحمٰن صاحب نے کرائی۔

احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس حقیر کوشش کو مثمر ثمرات فرمائے اور سعید فطرت لوگ اس نعمت سے متمتع ہوں۔ آمین!

(سعید احمد خان سہیل۔ مربی سلسلہ احمدیہ کوہاٹ)

صفِ دوم مجلس انصاراللہ

تمام ایسے انصار جن کی عمر ۴۰ سے ۵۵ سال تک ہے صفِ دوم میں شمار ہوتے ہیں۔

صف دوم کے تمام انصار کے کوائف یعنی نام، پتہ، سنِ پیدائش، سائیکل چلانا جانتے ہیں یا نہیں۔ سائیکل رکھتے ہیں یا نہیں۔ دفتر مرکزیہ میں ارسال کرنا ضروری ہیں۔ جن مجالس نے یہ کوائف ابھی نہیں بھجوائے وہ اس سلسلہ میں فوری کارروائی کریں۔

نیز کوشش کی جائے کہ جو انصار سائیکل چلانا نہیں جانتے وہ جلد از جلد سیکھ لیں اور دفتر مرکزیہ کو اطلاع دیں۔

(نائب صدر صف دوم مجلس انصاراللہ مرکزیہ)

دعائے مغفرت

خاکسار کی خوش دامن محترمہ صفیہ بی صاحبہ (بیوہ محترم عبدالحمید صاحب) ۱۷ اگست کی رات کو حرکتِ قلب بند ہونے کی وجہ سے کراچی میں وفات پا گئیں۔ اِنا للہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ مالابار کی رہنے والی تھیں اور ان ابتدائی احمدیوں میں سے تھیں جنہوں نے احمدیت قبول کرنے کی وجہ سے بہت تکلیفیں اٹھائیں۔ موصیہ تھیں، بڑی نیک، مہمان نواز، دعاگو، سلسلہ کی فدائی اور دینی غیرت رکھنے والی خاتون تھیں ۱۹۷۲ء میں خاکسار کے ساتھ ربوہ آئیں اور پانچ سال تک ہمارے ساتھ یہاں رہیں۔ ۳ سال تک دارالعلوم غربی ربوہ کی لجنہ کی صدر کی حیثیت سے خدمات بجالاتی رہیں۔ کوئی تین سال سے اپنی دوسری بیٹی کے ساتھ کراچی میں مقیم تھیں۔

اُن کی میت ۱۹ اگست کو ربوہ پہنچی۔ نماز جنازہ محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے مسجد مہدی گولبازار ربوہ کے احاطہ میں پڑھائی جس میں کثیر احباب نے شرکت کی۔ بعدہٗ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد انہوں نے ہی دعا کروائی۔

وفات کے وقت مرحومہ کی عمر ۶۰ سال تھی۔ پسماندگان میں ۴ لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں جن میں سے دو کے سوا باقی سب ہندوستان میں ہیں بزرگانِ سلسلہ اور احباب کرام سے درخواست ہے کہ مرحومہ کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دُعا فرمائیں۔

(عمر امجد ۶/۱۶/ دارالعلوم غربی ربوہ)

درخواستِ دعا

خاکسار کئی دنوں سے چھاتی میں درد کی وجہ سے بیمار ہے اور کمزوری بھی کافی ہے۔ نیز میری والدہ صاحبہ کی طبیعت کافی عرصہ سے خراب ہے احباب جماعت سے عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔ آمین۔

(ڈاکٹر) شفاقت حیات نیر (نیر کلینک) دارالعلوم وسطی دارالنصر غربی ربوہ

اعلان دارالقضاء

مکرم عبدالرشید صاحب سکنہ ۱۸/۵۲ دارالعلوم وسطی ربوہ نے درخواست دی ہے کہ میرے والد مکرم حافظ عبدالکریم صاحب وفات پا گئے ہیں۔ مرحوم کی ذاتی امانت ۴/۲۲۹ تحریک جدید میں اس وقت مبلغ -/۸۰۰ روپے جمع ہیں۔

استدعا ہے کہ رقم مذکور میں سے -/۸۰ روپے حصہ وصیت مہیا کرنے کے بعد بقیہ رقم مبلغ -/۷۲۰ روپے مسجد لطیف دارالعلوم وسطی ربوہ کے کھاتہ ۱۷/۲۲۹ میں منتقل کرنے کا فیصلہ صادر فرمائیں۔ دیگر ورثاء کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

اگر کسی وارث وغیرہ کو اس پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم تک اطلاع دی جاوے۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

شعبہ تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے اعلانات

۱۔ مرکزی امتحانات کے حل شدہ پرچے مجالس جلد واپس بھجوا دیں۔

۲۔ ماہ اگست کے مطالعہ کی کتاب "گناہ سے نجات" مقرر ہے اور ماہ ستمبر " " " " آئینہ کمالات اسلام" مقرر ہے۔

خدام مطالعہ فرمائیں

۳۔ مرکزی مقالہ نویسی بعنوان "جنگ موتہ وغزوہ احزاب" حجم دس ہزار الفاظ

اوّل انعام :	-/۷۰۰	روپے
دوم " :	-/۵۰۰	"
سوم " :	-/۳۰۰	"

آخری تاریخ ۳۱ جولائی ۱۹۸۱ء جو کہ گذر چکی ہے مجالس فی الفور مقالے مرکز میں بھجوا دیں۔

(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

مجالس انصاراللہ نے اگست/ستمبر میں ہفتہ اصلاح وارشاد منانا ہے:

قیادت اصلاح وارشاد
مجلس انصاراللہ مرکزیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صنعتی نمائش

حسب سابق امسال بھی سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ کے موقعہ پر صنعتی و معلوماتی نمائش لگائی جائے گی۔ خدام بھائیوں سے التماس ہے کہ نمائش کو کامیاب بنانے کے لیے زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنے ہاتھوں سے بنی ہوئی خوبصورت اشیاء، ماڈل تصاویر وغیرہ تیار کر کے اجتماع سے قبل مرکز میں بھجوا دیں۔

(منتظم نمائش سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

علم کے حصول کے سلسلہ میں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کا کردار

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

"اطلبوا العلم من المھد الی اللحد"

ماں کی گود سے قبر کی لحد تک علم حاصل کرتے رہو۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی تعلیم کے فروغ نیز بچوں میں تعلیم کے حصول کا شوق پیدا کرنے کے لئے مختلف سکیموں کا اجراء فرمایا ہے۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ان طلباء کی سہولت کے لئے جو کسی وجہ سے کالج میں داخلہ حاصل کرنے سے قاصر ہیں اور ان بڑوں کے لئے جو باقاعدہ تعلیم کی عمر سے آگے نکل چکے ہیں۔ گھر بیٹھے ڈاک کے ذریعہ تعلیم حاصل کرنے کا منصوبہ بنا رکھا ہے۔ جس میں ہر مضمون کی چار مشقیں گھر پر تیار کر کے اپنے ٹیوٹر کو بھجوانا ہوتی ہیں اور چھ ماہ بعد باقاعدہ امتحان ہوتا ہے۔ گھریلو مشقوں میں ۳۰ فیصد نمبر حاصل کرنے والا باقاعدہ امتحان میں شمولیت کا مجاز ہے اور باقاعدہ امتحان میں کم از کم ۴۰ فیصد نمبر حاصل کرنے والا کامیاب قرار دیا جاتا ہے۔ ایف اے کے سرٹیفکیٹ کے لئے چھ مکمل کورس اور بی اے کی ڈگری کے لئے چھ مکمل کورس پاس کرنا ضروری ہیں۔ چھ ماہ کا ایک سمسٹر ہوتا ہے۔ ایک سمسٹر میں دو مضامین لینے کی اجازت ہے۔ ایف اے کے لئے اس وقت ۱۰ مکمل اور دو نصف کورس تیار کروائے جا رہے ہیں۔ کوئی کورس بھی لازمی نہیں ہے۔ بی۔اے کے لئے اس وقت ۱۰ مکمل اور ۲ نصف کورس تیار کروائے جا رہے ہیں۔ دونوں نصف کورس لازمی ہیں۔ اگر آپ ہفتہ میں چار پانچ گھنٹے یا ہر روز ایک گھنٹہ تعلیم کے لئے وقف کر سکیں تو آپ بآسانی بڑے اچھے نمبروں میں ایف۔اے یا بی۔اے پاس کر سکتے ہیں۔ ایک آرڈیننس کے ذریعہ اس یونیورسٹی کے سرٹیفکیٹ اور ڈگری کو دوسرے تمام بورڈوں اور یونیورسٹیوں کے سرٹیفکیٹ اور ڈگری کے برابر مانا گیا ہے۔ فیس معمولی ہے۔ نصابی کتب اور درسی مواد یونیورسٹی کی طرف سے بلا قیمت مہیا کیا جاتا ہے۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر پروگرام نشر ہوتے ہیں۔ نیز علاقائی مراکز میں جز وقتی راہنمائی کا انتظام بھی ہے۔

پہلی بار طالب علم بننے پر دس روپیہ رجسٹریشن فیس ادا کرنا ہوتی ہے۔ انٹرمیڈیٹ کے ایک مکمل کورس کی فیس ۴۰/- روپیہ اور بی۔اے کے مکمل کورس کی فیس ۵۰/- روپیہ مقرر ہے۔ ۲۰/- روپیہ فیس امتحان فی کورس بھی داخلہ کے وقت ادا کرنا ہوتی ہے۔

آئندہ سمسٹر کے لئے فارم داخلہ بھجوانے کی آخری تاریخ ۸ ستمبر ۱۹۸۱ء ہے۔ فارم داخلہ اپنا پتہ لکھا لفافہ بھیج کر شعبہ داخلہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد سے منگوائے جا سکتے ہیں۔

(محمد ظہیر الدین احمد۔ جی ٹی ایس بکسٹال لاہور)

ثواب میں شریک ہوں

ایسے صاحب نصاب احباب جن کو مسائل زکوٰۃ سے واقفیت ہوتی ہے۔ وہ بڑے التزام کے ساتھ ہر سال اپنی زکوٰۃ مرکز میں بھجوا دیتے ہیں۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء لیکن کئی صاحب نصاب احباب کی طرف سے مد زکوٰۃ میں کوئی وصولی نہیں ہوتی۔ لہٰذا وہ دوست جن کی نظر سے یہ اعلان گزرے اور ان کے علم میں ایسے دوست ہوں جن پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے مگر کسی وجہ سے ادا نہیں کر رہے تو انہیں اس فریضہ کی طرف توجہ دلا کر ثواب میں شریک ہوں۔ حدیث شریف میں آتا ہے:۔

"الدال علی الخیر کفاعلہ"

کہ نیکی کا کام بتانے والا ایسا ہی ہے جیسا نیکی کرنے والا۔ (ناظر بیت المال (آمد) ربوہ)

مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کا

اجتماع

۳۷ سینتیسواں سالانہ

۲۳، ۲۴، ۲۵ اخاء ۱۳۶۰ ہش

اکتوبر ۱۹۸۱ء

بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار

ایوانِ محمود و احاطہ انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

میں منعقد ہو رہا ہے

اطفال اس اجتماع میں سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے روح پرور خطبات اور بزرگان سلسلہ کی نصائح سنیں گے اور علمی و ورزشی مقابلوں کے علاوہ ذکر الٰہی اور عبادات میں وقت گزاریں گے۔

(منتظم اشاعت سالانہ اجتماع اطفال الاحمدیہ)

قائدین اضلاع خدام الاحمدیہ سے دو سوال

(۱) کیا آپ کے ضلع کی تمام مجالس کی تجنید ہر لحاظ سے مکمل ہے؟

(۲) کیا ضلع کی تمام مجالس فہرست ہائے تجنید خدام برائے سال ۸۲-۱۹۸۱ء مرکز میں بھجوا چکے ہیں؟

(مہتمم تجنید خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

حصولِ علم کی راہیں بقیہ صفحہ ۴

حاشیہ بحوالہ تذکرہ طبع ثانی صفحہ ۴۵۷)

مذکورہ بالا الہام اللہ تعالیٰ کا زبردست انذاری کلام ہے جو ہمارے حضرت اقدس پر نازل ہوا۔ ہمارے عزیز طلبہ اور ان کے والدین کو بلکہ ہر احمدی کو اس کے انذار سے بچنے کے لئے کوشش و دعا کرنی چاہیئے وما توفیقنا الا باللہ

جَمِیْعُ الْعِلْمِ فِی الْقُرْاٰنِ لٰکِنْ
تَقَاصَرَ عَنْہُ اَفْھَامُ الرِّجَالِ

حرفِ آخر

اس مضمون میں حصولِ علم کی چھ راہیں بیان کی گئی ہیں۔

اوّل: ذہانت و فطانت اور قوتِ حافظہ۔ دوئم: شوق و ذوق یعنی علم کے حصول کی لگن اور تڑپ۔ سوئم: محنت اور استقلال۔ چہارم: عمدہ متناسب و متوازن اور مقوی اغذیہ نیز موسم کے مطابق حفظِ ماتقدم کی تدابیر۔ پنجم: قابل اساتذہ کی معیت اور ان سے استفادہ۔ ششم:۔ ایک لمبی مدت جس کے ایک ایک لمحے کو ضائع ہونے سے بچایا جائے اور آخر میں تمام نصائح پر مشتمل قرآن کریم کے مطالب سے واقفیت اور اس پر عمل۔

محنت کے ضمن میں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ مطالعہ کے وقت پوری توجہ کو مرکوز کرنا ضروری ہے۔ علاوہ اور طریقوں کے یہ بھی ضروری ہے کہ انسان سنجیدہ مطالعہ کے وقت چست ہیئت اختیار کرے۔ گرم رضائی میں داخل ہو کر لیٹے ہوئے نصاب کی کتاب کو پڑھنا حصولِ علم کا منہ چڑانا ہے۔ حتی الوسع سنجیدہ مطالعہ میز کرسی پر۔ نوٹس لینے کے لئے کاپی قلم سامنے رکھ کر پوری پوری حاضر دماغی سے ہی ہونا چاہیئے۔ ظاہر کا باطن پر اثر پڑتا ہے۔ جیسا کہ باطن کا ظاہر پر اثر ہوتا ہے۔ جسم چست حالت میں ہوگا تو ذہن و دماغ اور روح بھی مستعد اور چست ہوں گے۔ نیم خوابیدگی کی حالت میں یہ بھی ویسی ہی صورت اختیار کر لیں گے۔ بہتر تو یہ ہے کہ ہمارے طلبہ اپنے گھروں میں ایک مخصوص سٹڈی روم بنائیں اور چست لباس زیب تن کر کے پروگرام بنا کر پوری توجہ اور سنجیدگی سے مطالعہ کیا کریں تا وہ زیادہ سے زیادہ علم کے نور سے منور ہوں اور اپنے امام ہمام کی دعاؤں کی برکت سے علم کے آسمان پر درخشندہ ستارے بن کر چمکیں۔

آمین ثم آمین و برحمتک یا ارحم الراحمین

وَاٰخِرُ کَلِمَنَا حَمْدٌ وَّ شُکْرٌ
لِرَبِّ مُحْسِنٍ ذِی الْاِمْتِنَانِ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ راہِ امن

سامنا کرتے ہوئے بھی ۱۹۷۱ء میں شروع ہو کر متواتر کوشش کر رہا ہے۔ روز بروز اس کی مقبولیت بڑھتی جا رہی ہے اور اس کے قارئین اس حقیقت سے روشناس ہو رہے ہیں کہ ہی حقیقی امن کا راستہ ہے یہی صراط مستقیم ہے جو بندے کا اپنے خالق حقیقی سے سچی وفاداری عبودیت اور بنی نوع انسان سے سچی ہمدردی کا تعلق قائم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا خاص فضل اس رسالے کی انتظامیہ اور اس کے معاونین اور قارئین کے شامل حال رکھے اور اس کو اتنی مقبولیت حاصل ہو کہ اس کے ذریعے رحمۃ للعالمین سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ..... حضرت مرزا غلام احمد ..... کی بتائی گئی تعلیم اور دکھائی گئی روشنی ہر تامل زبان جاننے والے کے گھر میں پہنچے۔ ہر گھر میں اللہ تعالیٰ کی کامل توحید کا ڈنکا بجے۔ ہر گھر امن بخش تعلیم سے منور ہو۔ ہر انسان محمد صلی اللہ علیہ وسلم محسنِ انسانیت کے عشق و محبت میں سرشار ہو جائے اور بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی ہر شخص کے دل میں پیدا ہو جائے آمین۔ والسلام۔

(مرزا وسیم احمد امیر جماعت احمدیہ قادیان
بحوالہ بدر قادیان ۱۳ راگست ۱۹۸۱ء ص۱)

محترم عبدالرحمٰن صاحب انور کی وفات پر

تعزیتی قرارداد

سلسلہ کے قدیم خادم مکرم مولانا عبدالرحمٰن صاحب انور کی وفات پر اراکین مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مکرم انور صاحب مرحوم و مغفور کی خدماتِ سلسلہ ہمیشہ یاد کی جاتی رہیں گی۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم انور صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند ترین مقام عطاء فرمائے اور تمام پسماندگان کو اس صدمہ کو برداشت کرنے کی ہمت اور طاقت عطاء فرمائے اور صبر جمیل سے نوازے۔ آمین۔

(اراکین مجلس عاملہ مرکزیہ ربوہ)

اعلانِ ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے میرے لڑکے عزیز فضل محمد خاں کو ۹ جون ۱۹۸۱ء کو دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم شریف احمد صاحب صدر جماعت گوٹھ شیر محمد ضلع نواب شاہ کا نواسہ ہے۔ حضور نے ازراہِ شفقت نومولود کا نام "اعجاز احمد" رکھا ہے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت والی زندگی دے۔ نیک خادم دین اور خاندان کے لیے باعثِ رحمت فرمائے۔ آمین۔

(فیض محمد خاں۔ مارکیٹ روڈ نواب شاہ)

ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ ماہ اگست ۱۹۸۱ء

خریداران ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ کے لیے اعلان ہے کہ ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ ماہ اگست ۱۹۸۱ء مورخہ ۱۶/۸/۸۱ کو سپرد ڈاک کیا گیا ہے۔ جن خریداران کو ماہ اگست کے آخر تک رسالہ نہ ملے وہ خط لکھ کر دوبارہ منگوا لیں۔

مینجر ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ

قائدین اضلاع و ناظمین تجنید خدام الاحمدیہ

کی خدمت میں گذارش ہے کہ براہِ کرم اپنے ضلع کی جملہ مجالس کی تجنید خدام مکمل کروا کے جلد مرکز میں بھجوائیں۔ فجزاکم اللہ

(مہتمم تجنید خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

مبلغین کرام سے گذارش

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جملہ مبلغین کی مساعی میں برکت دے اور ان کے نیک کاموں کے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔

مبلغین کرام کی وکالت تبشیر کو مہیا کردہ رپورٹیں تو حتی الامکان من وعن الفضل میں شائع ہو جاتی ہیں لیکن اگر کسی مشن سے کوئی اخبار یا بلیٹن شائع ہوتا ہے تو اس اخبار اور بلیٹن میں مشن کی کارکردگی کی تفصیل یقیناً اس رپورٹ سے زیادہ ہوتی ہے جو ہفتہ وار رپورٹ کی صورت میں تحریک جدید میں وصول ہوتی ہیں۔ اگر مبلغین کرام اپنے ہاں چھپنے والے اخبارات، رسائل اور بلیٹن کی ایک ایک کاپی محترم مدیر صاحب الفضل کو بھی باقاعدگی کے ساتھ ارسال کرتے رہیں تو امید ہے کہ ان کے مشنوں کی کارکردگی کے مزید پہلو الفضل میں شائع ہو کر قارئین الفضل کی حقیقی مسرت کا باعث ہوں گے۔

ان خبروں کو قارئین تک جلد پہنچانے کے لیے ضروری ہے کہ آپ اپنا پرچہ ہوائی ڈاک سے ارسال فرمایا کریں اور اگر آپ کا پرچہ انگریزی یا اردو کے علاوہ کسی اور زبان میں چھپتا ہے تو مناسب ہوگا کہ اہم خبروں کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں تحریر فرما دیا کریں امید ہے مبلغین کرام اشاعت کی اس اہم ضرورت کی طرف توجہ فرمائیں گے۔ جزاہم اللہ خیراً۔

شعبہ تصنیف وکالت تبشیر تحریک جدید

قراردادِ تعزیت

ہم ممبران جماعت احمدیہ وہاڑی شہر نہایت ہی افسوس اور دکھ کے ساتھ دلی جذبات کا اظہار کرتے ہیں کہ ہمارے نہایت ہی قابلِ قدر اور واجب الاحترام بزرگ محترم جناب ڈاکٹر محمد دین صاحب امیر جماعت احمدیہ ضلع وہاڑی مورخہ ۶ راگست بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب ایک بجے چند گھنٹوں کی مختصر علالت کے بعد ۷۸ سال کی عمر میں اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مکرم جناب ڈاکٹر صاحب کی وفات مَوْتُ الْعَالِمِ کَمَوْتِ الْعَالَمِ کے مصداق ہے آپ کی وفات سے نہ صرف جماعت احمدیہ شہر وہاڑی میں ناقابلِ تلافی خلا پیدا ہوا ہے بلکہ شہر وہاڑی اور اس کے گرد و نواح کی تمام مخلوق انسانی ایک نہایت ہی قابلِ قدر، ہمدرد، رحمدل اور سستے معالج سے محروم ہو گئی ہے۔ آپ ایک ماہر ڈاکٹر اور سرجن ہونے کے ساتھ ساتھ ایک جید عالم اور صوفی منش بزرگ تھے۔ سیدنا حضرت اقدس کے علم کلام اور دینی مسائل میں کافی عبور حاصل تھا۔ نہایت ہی سادہ، منکسر المزاج ہنس مکھ، عالی ظرف اور بلند اخلاق انسان تھے۔ اپنوں اور غیروں دونوں میں یکساں ہر دلعزیز تھے۔ اور "مرزائی ڈاکٹر" کے نام سے دور دور تک مشہور تھے۔ بڑے بڑے پیچیدہ اور خطرناک امراض کے علاج اور اپریشن میں خاص مہارت رکھتے تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں شفا رکھی تھی۔ آنکھوں کے علاج میں خاص ماہر اور اپریشن میں ید طولیٰ کا درجہ رکھتے تھے۔ غریب و نادار مریضوں کے مفت علاج اور بغیر فیس لیے خود مریضوں کے گھر جا کر علاج اور تیمارداری کرنا اور ان کے لیے دعائیں کرنا آپ کا وصف تھا۔ عام ڈاکٹروں کی نسبت بہت سستا علاج کیا کرتے تھے۔ غریب پرور، ہمدرد، تہجد گزار اور عابد انسان تھے بڑے مخیر مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے سلسلہ احمدیہ کے فدائی، نہایت ہی مخلص اور غیور انسان تھے۔ سال ہا سال جماعت احمدیہ وہاڑی شہر کے صدر اور ضلع کے امیر کے عہدہ پر اپنی وفات تک قائم رہے۔ آپ نہایت ملنسار پر وقار شخصیت کے حامل انسان تھے۔

ہماری دعا ہے کہ مولا کریم محترم ڈاکٹر صاحب مرحوم و مغفور کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اپنی بے شمار نعمتوں اور برکتوں سے حصہ وافر عطا فرمائے۔ مولا کریم ان کے عزیزان و پسماندگان کا ہمیشہ حامی و ناصر رہے اور اس صدمۂ عظیم کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب ان کے نقشِ قدم پر چلنے والے ہوں۔ (آمین)

(خاکسار ان و سوگواران۔ احباب جماعت احمدیہ وہاڑی شہر)

"انسان کی فطرت میں دراصل بدی نہیں لیکن بداستعمالی اسے برا بنا دیتی ہے"
(ملفوظات جلد ہشتم ص۳۵۸)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴